سیکرٹریان تربیت اور دعوت الی اللہ کو نصائح

اے جماعت احمدیہ تمام دنیا کے انسانوں کو تم نے محمد ﷺ کے قدموں میں ڈالنا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ رمئی ۱۹۹۳ء بمقام جرمنی)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور انور نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آج مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کا سالانہ اجتماع شروع ہو رہا ہے اور یہ چودھواں سالانہ اجتماع ہے۔ اس کے ساتھ ہی آج مجلس انصار اللہ عزیز آباد کراچی کا بھی ایک اجتماع ہو رہا ہے اور انہوں نے فیکس کے ذریعے یہ درخواست کی ہے کہ اس اجتماع میں ہمیں بھی مخاطب کریں اور ہمیں بھی پیش نظر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کا خاص تعلق جماعت احمدیہ سے رکھ دیا ہے اور جمعہ کے لفظ میں جتنے بھی جمع ہونے کے مفاہیم شامل ہیں، جتنے معنی بھی جمع کے پائے جاتے ہیں آج اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ پر وہ پوری طرح اطلاق پا رہے ہیں۔

یہ وہ جماعت ہے جسے پیشگوئیوں کے مطابق پہلوں سے ملایا گیا، یہ وہ جماعت ہے جس میں تمام عالم کو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے تلے جمع کرنے کے لئے وہ صلاحیتیں عطا فرمائی گئیں اور آسمان سے وہ قوت بخشی گئی۔ جس کے نتیجے میں یہ عظیم الشان کام حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے یہ عاجز غلام اور دیوانے سرانجام دیں گے۔ یہ وہ جماعت ہے جسے ہر جمعہ تمام

عالم کے احمدیوں کو ایک خطبے کے نیچے جمع کرنے کے سامان کئے گئے اور اسی طرح اور بھی بہت سی جمعیتیں اس جمعہ میں شامل کر دی گئی ہیں۔ ایک وقت میں مختلف ممالک میں جو اجتماع ہو رہے ہیں یہ تو ناممکن تھا کہ میں اُن سب میں شرکت کر سکتا لیکن اب اس انتظام کے ذریعے جو خدا تعالیٰ نے مواصلاتی سیاروں کے ذریعے ہمیں عطا فرمایا ہے بیک وقت سب دنیا اس پروگرام میں شامل ہے اور بیک وقت ہم دوسروں کے پروگراموں میں بھی شامل ہو رہے ہیں۔

یہ جو اللہ تعالیٰ نے نعمت عطا کی ہے۔ اس کے متعلق مجھے پہلے تصور نہیں تھا کہ اس کے اتنے عظیم الشان فوائد ظاہر ہوں گے۔ پہلا تو خیال صرف پاکستان کے مظلوموں، محروموں اور مجبوروں کی طرف جاتا تھا اور یہی خیال تھا کہ اُن سے رابطوں کے انتظامات ہو جائیں گے اور اُن کی پیاس بجھنے کے خدا تعالیٰ ایسے سامان فرمائے گا وہ جو دیر سے محرومی میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ کچھ تشنگی مٹے گی، کچھ پیاس بجھے گی لیکن بعد میں جب عالمی اثرات ظاہر ہونا شروع ہوئے اور مختلف خطوط کے ذریعے یا عملاً باہر سے آنے والے دوستوں کی زبانی سن کر جو حالات معلوم ہوئے ہیں۔ اُس سے پتا چلتا ہے کہ محض پاکستان کا سوال نہیں تمام دنیا کے لئے آج یہ ایک اشد ضرورت تھی کہ خلافت سے براہ راست تمام دنیا کی جماعتوں کا رابطہ قائم ہو اور یہ رابطہ جمعہ اور خطبوں کے بغیر اور کسی طریق پر ممکن نہیں تھا۔

اب جرمنی میں جب سے آیا ہوں مختلف احباب سے اور خاندانوں سے ملاقاتیں ہوئی ہیں اور مجھے یہ معلوم کر کے تعجب ہوا کہ جرمنی کے احباب جماعت اور خواتین اور بچوں نے سیٹلائٹ کے ذریعے رابطے کے متعلق ایسے تاثرات بیان کئے ہیں جن کے متعلق میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ جرمنی کو بھی اتنی ضرورت درپیش ہو سکتی تھی۔ یہاں میں بار بار آتا رہا اور میرا یہی خیال تھا کہ میرا آپ سب سے مسلسل اور بار بار ہونے والا رابطہ قائم ہے لیکن جو خاندان ملنے کے لئے آئے انہوں نے بتایا کہ سال میں ایک دفعہ یا دو دفعہ رابطے سے وہ بات پیدا نہیں ہو سکتی تھی اور پھر تمام جماعت کو توفیق بھی نہیں ملا کرتی تھی وہ ہر ایسے موقع پر حاضر ہو۔ یہ بھی توفیق نہیں ملتی تھی کہ انہماک سے آپ کی باتوں کو سنیں اور اُس کے اثر کو پورا سال قائم رکھیں۔ بہت سے ایسے افراد نے مجھے بتایا جن میں مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی کہ ہم نے تو اب نمازیں شروع کی ہیں اس سے پہلے جو نماز سے تعلق تھا وہ ایک سرسری سا تعلق تھا لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تعلق مضبوط ہوتا چلا جا رہا ہے۔ بعض نے یہ کہا کہ

ہم اب احمدی ہوئے ہیں۔ اس سے پہلے کا زمانہ جہالت میں گزرا ہے تو یہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کسی بندے کا کمال نہیں ہے بلکہ غیر معمولی خدا کا فضل اور اُس کا غیر معمولی احسان ہے اُس کی ایک ایسی تقدیر ہے جو جاری ہوئی ہے جس کا ہمیں کوئی گمان میں نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ ان رابطوں کو بڑھاتا رہے اور مضبوط تر کرتا چلا جائے۔ ایک سے زیادہ رابطے قائم کرنے کے سامان فرمائے اور اس طرح جماعت کی عالمگیر تربیت کی توفیق عطا ہو۔

اس ضمن میں بعض پاکستان سے آنے والے خطوط کے اقتباس میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ جس سے آپ کو اُن لوگوں کے جذبات کا اندازہ ہوگا جن سے کئی سال ہوئے ملاقات نہیں ہو سکی۔ ایک دن میں روزانہ بیسیوں خط ملتے ہیں یہ تو ناممکن ہے کہ سارے کے سارے خطوط کے مضامین سے جماعت کو آگاہ کر سکوں۔ لیکن دو تین نمونے میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ سیٹلائٹ کے ذریعے براہ راست خطبات سننے کی غرض سے، ڈش انٹینا وغیرہ لگوانے کی غرض سے احباب غیر معمولی قربانی، محبت اور شوق سے حصہ لے رہے ہیں۔ ایک ضلع کے ایک گاؤں کی بچیوں کی شادی ایسے گاؤں میں ہوئی جہاں ڈش انٹینا کا انتظام نہیں تھا جبکہ اُن کے اپنے میکے میں یہ انتظام تھا تو وہاں جاتے ہی ان بچیوں نے سب سے پہلا یہ کام کیا کہ شادی کے تمام تحائف خرچ کر کے ڈش انٹینا کا انتظام کرایا اور اُن کا اپنا اس قربانی کے بعد تاثر یہ تھا جو خوشی شادی کی اس بات سے ہوئی ہے اس کے بغیر خوشی کا کوئی تصور بھی نہیں ہوسکتا تھا۔ پس احمدی بچیوں کے اندر بھی ایک ذاتی لگن پیدا ہوگئی ہے اور دلہنیں اپنے تحفے بیچ بیچ کر یا روپے پیش کر کے اس رابطے کا انتظام کر رہی ہیں اور ہمیشہ جو اطلاعیں ملتی ہیں اُن سے پتا چلتا ہے کہ دن بدن زیادہ دیہات میں اور دیہات میں ایک سے زیادہ رابطوں کے سامان پیدا کئے جا رہے ہیں۔

ایک دلچسپ اقتباس ایک جماعت کی طرف سے ایک خاتون نے خط لکھا ہے، اُس کا اقتباس ہے۔ اب اللہ کے فضل سے ہمارے گاؤں میں جو ڈش انٹینا لگا ہے وہ ایک آدمی نے اپنے گھر لگوایا ہے اور وہ انٹینا بہت بڑا ہے پہلے تو سنا تھا کہ ہم سب اُن کے گھر میں جا کر خطبہ سنا کریں گے پھر انہوں نے یہ اعلان کروایا میں نے ایک ایسا پرزہ لگایا ہے کہ جس سے گاؤں کے ہر گھر میں بغیر انٹینا کے ٹیلی ویژن رابطہ قائم ہو گیا ہے۔ وہ لکھتی ہیں کہ اُس کے نتیجے میں نہ صرف احمدی بلکہ خدا کے فضل

سے کثرت سے غیر احمدی بھی اپنے گھروں میں بیٹھے خطبہ سنتے ہیں اور وہ غلط فہمیاں جو ہم ہزار کوشش سے دور نہیں کر سکتے تھے وہ ہر خطبے کے موقع پر از خود دور ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ فاصلے مٹ رہے ہیں اور لوگ قریب تر آ رہے ہیں لیکن لکھتی ہیں کہ سب سے زیادہ قابل رحم حالت گاؤں کے مولویوں کی ہے وہ جس گلی سے گزرتے ہیں آپ کی آواز آ رہی ہوتی ہے اور اُن کے لئے ممکن نہیں ہے کہ کوئی ایسا راستہ تلاش کریں جہاں آپ کے خطبے کی آواز نہ آ رہی ہو۔ اس سے بڑھ کر خدا تعالیٰ اُن کے ظلموں کا انتقام اُن سے کیا لیتا۔ پس حقیقت میں یہ ظلموں کا انتقام تو ہے لیکن اصل انتقام تو تب ہوگا جب حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ والا انتقام پاکستان کے علماء سے لیا جائے گا۔ وہ جو آپ ؐ کی جان کے دشمن تھے وہ آپ ؐ کے جانثار دوست بن گئے، وہ جو آپ ﷺ کے خون کے پیاسے تھے اپنا سارا خون آپ ؐ پر نچھاور کرنے کے لئے ترساں رہتے تھے۔ وہ یہ بھی پسند نہیں کرتے تھے کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ کو ایک کانٹا بھی چبھ جائے اور اُس کے بدلے اُن کی جان بچ جائے بلکہ ایک موقع پر ایک شہید ہونے والے نے جب اُن سے پوچھا گیا کہ بتاؤ اس وقت تمہارے دل کی کیا کیفیت ہے؟ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے تمہاری جگہ محمد رسول اللہ آج یہاں ہوتے اور تمہاری جان بچ جاتی۔ اُس نے بڑی حقارت سے اُن کو دیکھ کر کہا کہ تم کیا کہہ رہے ہو خدا کی قسم! میں اپنی جان بچانے کے لئے تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ ایک چھوٹا سا کانٹا بھی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو چبھ جائے۔ (سیرت الحلبیہ جلد ۳ صفحہ ۱۷۰ مطبع بیروت)

یہ حقیقی انتقام ہے محض تذلیل کوئی انتقام نہیں۔ تذلیل کے جذبات سے جماعت احمدیہ کو کلیۃً مبرا ہو جانا چاہئے اصل انتقام محبت اور رحمت کا انتقام ہے، گالیاں سن کر دعا دینے کا انتقام ہے اور یہی وہ محمدی ؐ انتقام ہے جس نے دنیا کی تقدیر بدلنی ہے۔ پس اس انقلاب کے لئے اپنے دلوں کو تیار کریں اپنے دل میں پاک تبدیلیاں پیدا کریں۔ نفرت کا جواب محبت سے دینا سیکھیں پھر دیکھیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ تمام دنیا حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں اکٹھی ہو جائے گی۔

ایک اور اقتباس ہے جیکب آباد سے خاتون لکھتی ہیں۔ ڈش انٹینا ایجاد کرنے والے کے لئے جتنی دعائیں ہم پاکستانی احمدی کرتے ہوں گے دنیا کا کوئی فرد نہیں کرتا ہوگا۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ ہمارے دلوں کی بے چینی اور کرب کافی حد تک دور ہو گیا ہے۔ خصوصاً جو ہم

ربوہ سے بھی کافی دور الفضل کے ذریعے خطبات بھی کبھی وقت پر نہیں ملتے تھے ڈاک والوں کا دل چاہے چار پانچ اخبار اکٹھے کر کے دیئے۔ آگے پیچھے کی تاریخوں کا اخبار ملنے سے بڑی کوفت ہوتی تھی۔ آپ کو دیکھنے اور ملنے کی آرزو دل میں گھٹی رہتی تھی۔ محترمہ امۃ الباری صاحبہ کا یہ شعر ہر وقت میرے دل میں رہتا تھا کہ

بے بسی دیکھو کیسٹ سے انہیں سنتے ہیں
سامنے میز پر تصویر پڑی رہتی ہے
اب تو جمعہ والا دن عید کا دن لگتا ہے

یہ تفصیل ان کیفیات کی تمام تر بیان کرنی ممکن تو نہیں ہے مگر میں چند نمونے احباب جرمنی کے سامنے اس لئے رکھ رہا ہوں کہ اس قربانی میں سب سے بڑا حصہ جماعت احمدیہ جرمنی کو دینے کی توفیق ملی ہے۔ پس وہ لوگ جو ڈش انٹینا والوں کے لئے دعائیں کرتے ہیں وہ لوگ جو جسوال برادران کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ اُن کو میں توجہ دلاتا ہوں کہ جماعت احمدیہ جرمنی کو بھی اپنی دعاؤں میں خاص طور پر یاد رکھیں کیونکہ بہت بڑی قربانی اس جماعت نے پیش کی اور میرے فکر دور کر دیئے جب مجھے یہ پیغام بھیجا کہ آپ اس پروگرام کو جاری رکھیں جتنا خرچ ہوتا ہے جماعت احمدیہ جرمنی اُسے پیش کرے گی اور ہرگز ہم اس معاملے میں قدم پیچھے نہیں ہٹائیں گے۔ جو خرچ ہوتا ہے کرتے چلے جائیں اس پروگرام کو ہمیشہ جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل جماعت جرمنی پر ہمیشہ جاری رکھے، ان کی نیک قدریں بڑھائے، ان کی برائیوں کو دور کرتا چلا جائے، پہلے سے بہتر حال میں ان کو اپنے قریب تر کرتا چلا جائے اور ہمیشہ ہمیش کے لئے اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔ مجھے تو یہ وہم پیدا ہو رہے تھے کہ وقتی جوش نہ ہو، وقتی شوق نہ ہو، پاکستان کے وہ احمدی دوست جو ربوہ میں ہوں یا باہر ہوں اُن کو دیر سے ملنے کی خواہش تھی اس شوق سے کہیں چند دن آئیں اور پھر یہ رابطے کٹ جائیں۔ جب اس بات کا میں نے خطبے میں اظہار کیا تو بہت احتجاجی خطوط ملے اور بعض نے کہا کہ آپ کو اندازہ نہیں ہے کہ یہاں کیا کیفیت ہے؟ یہاں تو ہر خطبے کے بعد پیاس بڑھ جاتی ہے کم نہیں ہوتی اور اگلے خطبے کے انتظار میں دن گزارتے ہیں یہ جو جذبہ ہے، کیفیت ہے یہ بنانی کسی بندے کے بس کی بات نہیں ہے۔ یہ محض آسمان کی تقدیر ہے جو رحمت بن کر آسمان سے اتر رہی ہے۔ دلوں کے

اندر ایسی پاک تبدیلیاں کرنا محض اللہ کا کام تھا۔ پس جب وہ خط پڑھتے ہوئے جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ مجھے حسرت کا وہ شعر یاد آ گیا کہ

حقیقت کھل گئی حسرتؔ تیرے ترکِ محبت کی
تجھے تو وہ پہلے سے بڑھ کر یاد آتے ہیں

پس بجائے اس کے کہ یہ رشتے کم ہوں یہ مضبوط تر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ جماعت کے دلوں کو اسی طرح محبت کے رشتوں میں مضبوطی سے باندھے رکھے کیونکہ جماعت نام ہے محبت کے رشتوں میں بندھے ہونے کا اور جمعہ کی یہ برکت ہمیں دلوں کو باندھنے کی صورت میں ملی ہے خدا اس برکت کو ہمیشہ بڑھاتا چلا جائے۔

اب میں تنظیمی امور سے متعلق مجلس خدام الاحمدیہ، مجلس انصار اللہ اور مجلس لجنہ اماء اللہ سے مخاطب ہوتا ہوں جو باتیں میں اب آپ سے کہوں گا اُن کا تعلق طریق کار سے ہے اور میں نے محسوس کیا ہے کہ اس کی بہت ضرورت ہے کہ بار بار اس موضوع پر خطبات دیئے جائیں اور جماعت کو سمجھایا جائے کہ کام کرنا کیسے ہے؟ جوش اور ولولہ اور شوق اور محبت تو محض ایندھن ہیں اس ایندھن کی طاقت کو استعمال کیسے کرنا ہے؟ یہ کلیں ایجاد کرنے سے ہوتا ہے ورنہ جاہل قوموں کے پاس بھی بڑی بڑی طاقتیں ہیں، ترقی یافتہ قومیں اُن سے طاقت لے کر اپنے کل پرزے چلاتی ہیں اُن کو توفیق نہیں ملتی۔ پس نظام جماعت کا تعلق بھی ایک ترقی یافتہ مشین یا ترقی یافتہ کل سے ہے جو روحانی نظام کو جاری وساری کرتی ہے، روحانی نظام کو چلاتی ہے، اس کل پرزے کو چلانے کا سلیقہ آنا چاہئے۔ یہ کارخانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ لفظ استعمال فرمایا کہ یہ کارخانہ ہے جو خدا تعالیٰ نے جاری فرمایا ہے پس خدا نے بہترین، جدید ترین کارخانہ تو عطا فرما دیا اسے چلانے کے لئے سلیقہ بھی تو چاہئے۔ اگر طاقت ہو اور کارخانہ موجود ہو اور سلیقہ موجود نہ ہو۔ تب بھی کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا۔ میں نے جب مجالس عاملہ سے انٹرویو لئے تو میں نے محسوس کیا کہ بہت سی باتوں میں ابھی علم کی کمی نقصان پہنچا رہی ہے اور جماعت میں جتنی کام کی طاقت ہے اُس سے پوری طرح فائدہ نہیں ہو رہا۔

اس ضمن میں نظام جماعت سے متعلق بھی میں نے گزشتہ خطبے میں ذکر کیا تھا بعض شعبوں کو نمایاں پیش نظر رکھتے ہوئے نصیحتیں کی تھیں کہ ان شعبوں میں اس طرح کام ہونا چاہئے۔ بعض دنیا کی

جماعتوں نے اُن باتوں کو سمجھا اور اللہ کے فضل کے ساتھ اچھا جواب دیا، عملی جواب دیا اور ایسی رپورٹیں ملیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ اُن میں اب کام کا سلیقہ پیدا ہو چکا ہے لیکن بہت سی جماعتیں ایسی ہیں جہاں تک معلوم ہوتا ہے کہ پوری طرح خبر نہیں پہنچی۔ پس اگر وہ بات نہیں سنتے تو التفات دگنا ہونا چاہئے، بار بار مجھے کہنا ہوگا۔

مجلس خدام الاحمدیہ کے حوالے سے جو باتیں میں کروں گا اُن کا تعلق محض دیگر تنظیموں سے ہی نہیں جماعت احمدیہ کی انتظامیہ سے بالعموم بھی ہے تمام اس لحاظ سے میرے مخاطب ہیں۔ جب کسی احمدی کے سپرد کوئی عہدہ کیا جاتا ہے تو سب سے پہلا اُس کا فرض ہے کہ اُس عہدے کو پہچانیں۔ معلوم تو کرے کہ وہ عہدہ ہے کیا؟ کل اور پرسوں جو ملاقاتیں ہوئیں، تنظیموں سے باتیں ہوئیں۔ اُن سے مجھے اندازہ ہوا کہ باوجود اس کے کہ جرمنی کی جماعت خدا کے فضل سے بہت ترقی یافتہ جماعت ہے یعنی خدمت کے کاموں میں پیش پیش ہے لیکن مجالس عاملہ کو خود اپنا شعور نہیں ہے اور مجلس عاملہ کے ہر ممبر کو خود اپنی ذات میں دائرہ کار کا پتا نہیں اور یہ پتا نہیں کہ کام کا آغاز کیسے کرنا ہے؟ تعلیم و تربیت کے سیکرٹری سے پوچھیں کہ آپ نے کیا کیا۔ میں تو رپورٹوں میں ذکر کرتا ہوں یا کرتی ہوں۔ میں نے اتنے دورے کئے فلاں جگہ ہم گئے اور یہ کام کیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ تربیتی مسائل اور تعلیمی مسائل بہت گہرے، بہت وسیع ہیں اور جس شخص کے سپرد یہ کام کیا جاتا ہے جب تک وہ مسائل کی کنہ سے واقف نہ ہو جائے، اُن کی تہہ تک نہ اتر جائے، وہ تفصیل سے یہ نہ دیکھے کہ مسائل ہیں کیا اور کہاں کہاں کیا کیا مسائل ہیں؟ اُس وقت تک وہ حقیقت میں خدمت کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ خواہش بھی ہوگی، شوق بھی ہوگا، وقت بھی قربان کر رہا ہوگا لیکن نتیجہ نہیں نکلے گا۔ نتیجہ نکلنے کے لئے ایک سلیقہ چاہئے، نتیجہ نکلنے کے لئے حکمت چاہئے، قرآن کریم نے ہر جگہ جہاں بھی دعوت الی اللہ کا ذکر فرمایا ہے وہاں حکمت کے مضمون کو بیان فرمایا ہے۔ حکمت کا ایک معنی ہے منصوبہ بندی۔ حکمت کا ایک تقاضا یہ ہے کہ کام شروع کرنے سے پہلے خوب جانچا جائے، دیکھا جائے ماحول کو خوب پہچانا جائے۔ یہ معلوم کیا جائے کہ کوئی چیز کہاں پڑی ہوئی ہے؟، کون سے رستے معین ہو سکتے ہیں؟، کہاں کہاں ٹھوکریں ہیں؟، پوری طرح جائزے کے بغیر، پوری طرح اعداد و شمار اکٹھے کئے بغیر، کوئی منصوبہ کارفرما نہیں ہو سکتا، کوئی منصوبہ بن ہی نہیں سکتا۔

اب تربیت کے متعلق مثلاً میں نے جب پوچھا تو پتا چلا کہ اتنے سرکلر دیئے گئے ہیں جماعت کو کہ فلاں فلاں خرابیاں ہیں ان کو دور کرو۔ سوال یہ ہے کہ یہ خط جن کو ملتے تھے، انہوں نے آگے حرکت کی بھی کہ نہیں، کتنوں پر اس کا اثر پڑا۔ کون کون سی مجالس کس کس کمزوری میں مبتلا ہیں اور کون کون سی مجالس کس کس نصیحت کی محتاج ہیں؟ یہ وہ باتیں ہیں جو تفصیلی جائزے کے بغیر معلوم ہو ہی نہیں سکتیں۔

اس لئے سب خدمت کرنے والوں کو میری نصیحت یہ ہے کہ سب سے پہلا قدم یہ اٹھائیں بلکہ قدم اٹھانے سے پہلے کہنا چاہئے ۔ قدم اٹھانے سے پہلے یہ کام کریں کہ اپنا زیرو پوائنٹ مقرر کریں۔ جس منزل سے سفر شروع کیا ہے اُس منزل کی تشخیص کریں۔ اُس کی تفصیل سے آگاہ ہوں جب میں یہ کہتا ہوں تو آپ کو غالباً کئی مہینے اس تشخیص کے لئے درکار ہوں گے لیکن یہ وقت کا ضیاع نہیں ہے۔ اس کے بغیر کام حقیقت میں ہو ہی نہیں سکتا۔ مثلاً تربیت والا سیکرٹری یا تربیت والی سیکرٹری خواہ مجلس سے تعلق رکھتے ہوں یا جماعت سے تعلق رکھتے ہوں۔ جب تک جماعت کے حساب سے ہر جماعت کے متعلق اُن کو یہ علم نہ ہو کہ کتنے مرد، کتنی عورتیں، کتنے بچے نماز با قاعدہ پڑھتے ہیں؟ کتنے ہیں جن کو نماز کے الفاظ صحیح یاد ہیں؟ کتنے ہیں جن کو نماز کا ترجمہ یاد ہے؟ اور نماز کے معاملے میں کیا کیا غفلتیں پائی جاتی ہیں۔ کون سے ایسے مسائل ہیں جن سے وہ آگاہ نہیں ہیں اور کس حد تک ان معاملات میں ان کی تربیت کی ضرورت ہے۔ کتنے خدام یا انصار یا بچے ایسے ہیں جن کو مساجد تک رسائی ہے اور وہ کسی نہ کسی نماز میں مسجد میں پہنچ کر نماز پڑھ سکتے ہیں؟ کتنے ایسے ہیں جن کے پاس کوئی باجماعت نماز پڑھنے کا انتظام نہیں ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ یہ سارے امور ایسے ہیں جن کی تفصیلی چھان بین کئے بغیر کوئی سیکرٹری تربیت اپنے فرائض کو سرانجام نہیں دے سکتا۔

بجائے اس کے کہ یہ سرکلر بھیجا جائے کہ آپ نمازیں ٹھیک کریں۔ وہ سرکلر جس کے پاس جائے گا اُس کو سلیقہ نہیں ہوگا کہ کام کیسے کرنا ہے؟ وہ سرکلر دیکھے گا اور اپنی میز پر کسی جگہ رکھ دے گا یا کہیں اعلان کر دے گا کہ نمازیں پڑھا کرو۔ یہ اعلان تو چودہ سو سال پہلے سے ہو چکا ہے کہ نمازیں پڑھا کرو۔ اس کی کیا اطلاع مسلمانوں کو اب تک نہیں پہنچی۔ اعلان سے کیا فائدہ؟ اس اعلان کو نظر انداز کرنے والوں کی کمزوریوں کو پہچانا جائے۔ اُن بیماریوں کی تشخیص کی جائے جن کے نتیجے میں اس

الٰہی اعلان کے سامنے لوگ سرِ تسلیم خم نہیں کر رہے، استجابت نہیں ہو رہی۔ اپنی طرف سے تو یہ چاہتے ہیں کہ جب دعا مانگے خدا قبول کرلے لیکن جب خدا کی آواز کانوں میں پڑتی ہے نماز کی طرف آؤ، نماز کی طرف آؤ تو وہ آواز بہرے کانوں پر پڑتی ہے، ایسے مرجھائے ہوئے دلوں پر پڑتی ہے جن میں قبول کرنے کی صلاحیت نہیں۔ یہ بیماریاں دور ہوں گی تو پھر نماز قائم ہوگی۔ اس کے بغیر کیسے قائم ہوسکتی ہے اور جب تک جماعت وار تشخیص نہ ہو، مجلس وار تشخیص نہ ہو کہ کس کس جماعت میں، کس کس مجلس میں کیا کیا کمزوریاں ہیں؟ کیوں ایسی کیفیت ہے اُس وقت تک صحیح علاج تجویز ہی نہیں ہوسکتا۔

اب میں یہاں جانتا ہوں کہ جرمنی کے حالات میں بعض خاص علاقے ایسے ہیں جہاں پاکستان کے بعض علاقوں کے لوگ آئے ہوئے ہیں اور وہ اپنے علاقوں میں بھی بعض روحانی بیماریوں میں مبتلا تھے۔ تربیت کے ضمن میں بعض علاقوں میں نماز کی کمزوری پائی جاتی تھی، بعضوں میں زبان کی کمزوری ہے، زبان کے تلخ ہیں، بدتمیزی سے بات کرتے ہیں، جلدی غصے میں آتے ہیں، گالی دینے کی طرف میلان ہے اور ہر وہ حرکت کرتے ہیں زبان سے جو تعلقات کو کاٹنے والی ہے اور یہ عادتیں اُن میں راسخ ہوتی ہیں۔ ایسے علاقوں کے لوگ بھی یہاں آئے ہوئے ہیں جو ہل چلاتے وقت روزانہ اپنے بیلوں کو بھی اتنی گندی گالیاں دیتے ہیں کہ اگر بیلوں کو پتا لگ جائے کہ کیا ہو رہا ہے تو وہ بغاوت کر دیں، اپنے پاؤں تلے اُن کو روند ڈالیں لیکن وہ معصوم ہیں اُن کو پتا نہیں کہ ہم سے کیا ہو رہا ہے؟ انسان سے جب سلوک کرتے ہیں تو وہ جماعت جس نے عالمگیر جماعت بننا ہے جس نے ساری جماعت کو ایک ہاتھ پر جمع کرنا ہے وہاں اگر ایسی زبان استعمال ہو رہی ہو جو دلوں کو کاٹ رہی ہو جو دھکے دے رہی ہو، جو بدتمیزی کی اور بداخلاقی کی زبان ہو۔ تو وہ جماعت کو بھی منتشر کر دے گی کجا یہ کہ غیروں کو اپنی طرف سمیٹیں تو چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں لیکن بہت گہرے اثرات والی باتیں ہیں۔ ایسی تربیت کیسے ممکن ہے جس تربیت سے پہلے بیماری کا علم ہی نہ ہو۔

پس سیکرٹری تربیت کا صرف ایک کام آپ پیش نظر رکھیں تو دیکھیں کتنا پھیلتا چلا جا رہا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک انسان کے بس کی بات ہی نہیں لیکن سیکرٹری تربیت کی اپنی روزمرہ زندگی کی مصروفیات کو دیکھیں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ سرکلر دے کر فارغ ہو کر بیٹھ گیا اُس کو پتا ہی نہیں کہ اُس نے اور کیا کرنا ہے؟ **کام پہچانیں گے تو کام بڑھے گا اور جو کاموں کو پہچاننے کی عادت**

رکھتے ہیں اُن کے کام بڑھتے ہی رہتے ہیں اور محض دعا اور فضل الٰہی سے سمیٹتے ہیں۔ جب کام بڑھتے ہیں تو پھر کچھ اور اس کے نتیجے میں برکتیں خود بخود پیدا ہوتی ہیں۔ میں نے یہاں مجلس عاملہ سے جب گفتگو ہوئی اُن کو انگلستان کی مثال دی۔ جب میں وہاں آیا تھا تو گنتی کے چند آدمی تھے جن کو کام کرنے والے سمجھا جاتا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں کہیں تو مبالغہ نہیں ہوگا۔ ایسے نوجوان، بوڑھے اور بچے پیدا ہو چکے ہیں جو کسی نہ کسی نیک کام میں جماعت کے ساتھ باندھے گئے ہیں اور دن رات خدمتوں میں مصروف ہیں۔ یہ جسوال برادران ہمارے ہاتھ آئے ہیں۔ یہ انہی لوگوں میں سے نکل کے آئے ہیں۔

جہاں کام بڑھیں وہاں خدمت گار بھی خدا تعالیٰ بڑھا دیتا ہے۔ جہاں کام نہ ہو وہاں پہلے خدمت گاروں کو بھی نیند آنے لگتی ہے۔ وہ بھی بیزار ہو کر اور تھک کر کاموں میں دلچسپی چھوڑ دیا کرتے ہیں۔ تو برکت کے لئے کام کا بڑھنا ضروری ہے، مددگار ہاتھ خدا تعالیٰ عنایت کیا کرتا ہے۔ پس جب آپ کام بڑھائیں اور ساتھ یہ دعا کریں کہ اے خدا! ہمیں اپنی جناب سے سلطان نصیر عطا فرما تو پھر دیکھیں آپ کے کاموں میں کیسے برکت پڑتی ہے۔ ہر طرف سے آپ کو مددگار میسر آنے شروع ہوں گے اور وہ مددگار میسر آئیں گے جو خدا کی خاطر آپ کے ساتھ کام کریں گے اور یہ نقطہ یادرکھنے کے لائق ہے۔ دعا یہ ہے کہ اے خدا! تو اپنی جناب سے سلطان نصیر عطا فرما۔ رَبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا ﴿۸۱﴾ (بنی اسرائیل: ۸۱) دینی کاموں میں خدا کی طرف سے سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا کا ملنا نہایت ضروری ہے۔ اگر آپ اپنے تعلقات کے نتیجہ میں مددگار لیں گے تو ہرگز بعید نہیں کہ جب آپ ٹھوکر کھائیں تو آپ کے ساتھی بھی سب ٹھوکر کھا جائیں، ہرگز بعید نہیں کہ ایک جتھا بن جائے، بظاہر نیکی کے کام ہو رہے ہوں لیکن وہاں درحقیقت ذاتی تعلقات کے نتیجے میں بنے ہوئے جتھے ہوں۔ ایک کو کام سے ہٹایا باقی نے کہا ہم بھی پھر کام نہیں کرتے۔ تو یہ تو نفس کی بیماریاں ہیں، یہ کام کرنے والے نہیں ہیں، کام کرنے والے وہی ہیں جو اللہ سے عطا ہوتے ہیں اور دعا کے نتیجے میں ملتے ہیں، اللہ کی خاطر کام کرتے ہیں۔ وہ لوگ ٹھوکروں سے آزاد ہیں، کوئی ابتلاء اُن کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ اُن کی جوتیوں تک بھی ابتلاؤں کے ہاتھ کی پہنچ نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ خدا والے ہیں خدا کی خاطر آتے ہیں اور

اس سے قطع نظر کہ نظام جماعت نے ان کے ساتھ کیا کیا اور کیوں کیا؟ وہ اللہ سے اپنا تعلق نہیں توڑتے، خدمت میں ہمیشہ اپنے آپ کو بیلوں کی طرح جوتے رکھتے ہیں۔

پس یہ کام کرنے والے چاہئیں لیکن یہ پیدا اس طرح ہوں گے جس طرح میں نے بیان کیا۔ حکمت کے ساتھ، سلیقے کے ساتھ، پہلے اپنے کام کو سمجھیں، صورتحال کا تفصیلی جائزہ لیں اور پھر معین ہر جماعت پر یا ہر مجلس پر نظر رکھیں کہ وہاں کیا کیا ضرورتیں ہیں؟ بجائے اس کے کہ اندھے سرکلر بھیج دیں کہ فلاں بات یوں ہو جائے اور اس کے بعد انتظار کریں کہ یوں ہوگئی ہوگی اور پھر رپورٹوں میں میرا وقت بھی ضائع کریں۔ ایسی باتیں کریں جو نشانے پر بیٹھنے والی ہوں۔ میں نے دیکھا، مجھے شکار کا شوق رہا ہے کہ ڈار میں اگر بغیر نشانہ لئے آپ فائر کرتے ہیں تو بہت کم اتفاق ہوتا ہے کہ کوئی پرندہ ہاتھ آئے لیکن ایک پرندہ بھی بیٹھا ہوا گر نشانہ لے کر ماریں گے تو وہ ہاتھ آئے گا۔ پس کام ایسا کریں کہ نشانہ ہو اور نشانے کے سامنے کوئی پرندہ بھی ہو۔ پتا ہو کہ کون سامنے بیٹھا ہوا ہے اور اُس کے لئے تفصیلی جائزے کے بغیر یہ ممکن نہیں ہے آپ کو دکھائی تو دے۔ Kassal میں کیا ہو رہا ہے، Kalfroa میں کیا ہو رہا ہے، ہیمبرگ میں کیا ہو رہا ہے، وہاں خدام کیا کرتے ہیں، کون کون سی بیماریوں میں مبتلا ہیں، کون گندے کاروباروں میں مبتلا ہے، کون جتھے بنا کر غنڈا گردی کروا رہا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب تربیت کی باتیں ہیں۔ جن پر نظر نہ رکھنے کے نتیجے میں بعض دفعہ فساد بڑھ جاتا ہے، جب قتل ہو جاتے ہیں تو پھر اطلاع دی جاتی ہے کہ جماعت احمدیہ میں بھی ایسا واقعہ ہو گیا ہے۔ دل کٹ جاتا ہے، اُس پس منظر کو سوچ کر جس میں ایک لمبے عرصے سے ایک ظالم اور قاتل تیار ہو رہا تھا اور جماعت نے کوئی نظر نہیں رکھی۔ وہ نگران جو تربیت سے تعلق رکھتے ہیں خواہ وہ خدام الاحمدیہ کے ہوں، لجنہ کے ہوں، انصار کے ہوں، جماعت کے ہوں۔ وہ اگر ہوش مندی سے کام کر رہے ہوں تو ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی بیماری بڑھ کر پھٹنے کے مقام تک جا پہنچی ہو اور اُن کو پتا نہ لگے۔ جب پھوڑا پھٹ پڑے جب بدبودار پیپ بہہ نکلے تب وہ اطلاعیں دیں کہ یہ واقعہ ہو گیا ہے۔

پس باشعور ہو کر کام کریں خدا تعالیٰ مومنوں سے جس حکمت کے تقاضے کرتا ہے اُس حکمت کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کام کریں تو پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ کے کاموں میں کتنی برکت پڑتی ہے۔ یہ جتنے خدام میرے سامنے اس وقت بیٹھے ہوئے ہیں اللہ کے فضل

سے بہت بھاری اجتماع ہے۔ جماعت جرمنی میں جب میں آغاز میں آیا تھا تو ہمارا جماعتی اجلاس مسجد فرینکفورٹ کے کونے میں ہوا تھا۔ باقی مسجد خالی پڑی تھی۔ اب آپ کے ایک کونے میں مسجد فرینکفورٹ آجاتی ہے لیکن جتنی برکت ہے اتنی کام کی ذمہ داریاں بھی تو بڑھ گئی ہیں۔ اتنی زیادہ تفصیلی جائزے کی ضرورت ہے اور گہری نظر رکھنے کی ضرورت ہے کہ جماعت میں کون کون سی کمزوریاں ہیں ان کو کیسے دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ اب مثلاً اگلا قدم لیتے ہیں۔

جب ایک سیکرٹری تربیت جائزہ لیتا ہے تو سب سے پہلے تو یہ محسوس کرے گا کہ میں اس کام کے لئے کافی نہیں ہوں۔ میرے دو ہاتھ اتنے بڑے کام نہیں کر سکتے۔ میں نے دنیا میں اپنے اور بھی کام کرنے ہیں۔ جتنا وقت میں جماعت کے لئے نکال سکتا ہوں، دیتا ہوں۔ اُس کے باوجود یہ ناممکن ہے کہ میں ہر مجلس یا ہر جماعت کی تفصیلی نگرانی کرسکوں۔ اس وقت وہ دعا اُس کے کام آئے گی جس کا میں نے ذکر کیا ہے کہ اے خدا! اپنی جناب سے سلطانِ نصیر عطا فرما اور پھر جب نظر ڈالے گا تو سلطانِ نصیر دکھائی دینے لگیں گے۔ ایسے کارکن اُس کے سامنے آئیں گے جو پہلے اُس سے دین کی خدمت میں کوئی مقام نہ بنا سکے۔ بطور خادمِ دین کے اُن کا شمار نہیں ہوتا لیکن جب پیار اور محبت سے، دعا کے بعد اُن کے سر پر ہاتھ رکھا جائے، اُن کو کہا جائے ہمیں تمہاری مدد کی ضرورت ہے تو اللہ کی تحریک کے نتیجہ میں وہ مدد کے لئے تیار ہوتے ہیں اور اس طرح ہر شعبے کی ٹیم بننی شروع ہو جاتی ہے۔ ایک ہاتھ ایک نہیں رہتا بلکہ اُس کے ساتھ دس، پندرہ، بیس ایسے مخلصین اکٹھے ہو جاتے ہیں جو اُس کام میں اُس سیکرٹری کے مددگار بن جاتے ہیں۔ پھر وہ سنبھالتے ہیں مختلف ریجنز بنا کر سنبھالتے ہیں، مختلف علاقوں کو آپس میں تقسیم کر کے یا جو بھی طریقے کار ہو، آپس میں ایک دوسرے کا بوجھ ہلکا کرتے ہیں اور مل کر پھر وہ ایک تفصیلی جائزہ تیار کرتے ہیں۔ جو چارٹوں کی صورت میں اُن کے دفتر کے سامنے آویزاں رہتا ہے۔ اُن سے جب پوچھو آپ کی جماعت میں تربیتی لحاظ سے نماز کس جگہ ہے؟ تو وہ فوری طور پر بتا سکتے ہیں کہ فلاں علاقے میں نماز کی یہ کیفیت، فلاں علاقے میں یہ کیفیت ہے، فلاں میں یہ ہے۔ جب ہم نے چارج لیا تھا تو سو میں سے پچاس یا ستر تھے جو نماز پڑھا کرتے تھے اب اتنے مہینے کی کوششوں سے ہر مہینے میں ہم نظر رکھ رہے ہیں۔ خدا کے فضل سے پانچ اور دس اور بیس اس طرح شامل ہوتے ہوتے اب تقریباً ساری جماعت نماز باجماعت شروع کر چکی ہے۔

آپ بے شک پانی گرنے دیں گھبرائیں نہیں اور نہ اُس طرف دیکھیں اب۔ وہ جو وہاں تماشہ ہو رہا ہے اس کی کوئی قیمت نہیں ہے جو یہاں باتیں آپ سن رہے ہیں ان میں قیمت ہے۔ اس لئے اصل یہ تربیت ہونی چاہئے آپ کی کہ کچھ بھی ہو جائے جو وہاں کے منتظمین کا کام ہے کہ وہ سنبھالیں۔ جب چھوٹی سی بات کے اوپر سب گردنیں موڑ موڑ کر ایک واقعہ کی طرف دیکھنے لگ جاتے ہیں۔ ایک آواز پر کان دھرتے ہیں تو کان تو دو ہی ہیں۔ اچھی آواز کو چھوڑ کر ایک بے معنی آواز کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ یہ جو طریقِ کار ہے حکمت کا طریق نہیں ہے، مومنانہ طریق نہیں ہے، نظم و ضبط پیدا کریں۔

مجھے یاد ہے ایک واقعہ تاریخ میں پڑھا کرتے تھے کہ ایک بادشاہ نے ہاتھی کا کھیل دیکھا۔ ساتھ اس کے، ارد گرد اس کے سپاہی بھی کھڑے تھے اور ایک راجپوتوں کا دستہ بھی آیا ہوا تھا۔ مغل بادشاہ کا ہاتھی مست ہو گیا اور وہ مختلف سمتوں میں دوڑنے لگا جب وہ اُس کے اپنے سپاہیوں کی طرف دوڑا تو تتر بتر ہوئے اور گھبرا کے پیچھے ہٹ گئے۔ جب راجپوتوں کی طرف بڑھا تو اُن میں ایک نے بھی پیچھے قدم نہیں اٹھایا اور تیار تھے کہ جس کے اوپر سے ہاتھی گزر جائے بے شک گزر جائے۔ اس کیفیت کو دیکھ کر بادشاہ کو یہ سبق ملا فوجی تربیت کے لحاظ سے ہم اس ملک سے ابھی بہت پیچھے ہیں جس کو ہم فتح کر چکے ہیں۔ پس احمدیوں کو نظم و ضبط اور اعلیٰ کردار کا ایسا نمونہ دکھانا چاہئے کہ کوئی بھی افراتفری ہو کوئی واقعہ ہو۔ جن کا تعلق ہے وہ نظر ڈالیں۔ باقیوں کو کوئی پروا نہ ہو کہ کیا ہو رہا ہے؟ پس ایک وقتی انحراف کے بعد دوسرے مضمون کی طرف جانا پڑا۔

اب اصل مضمون کی طرف پھر واپس آتا ہوں۔ جب تربیت کے متعلق یہ معلوم کر لیا کہ کس مجلس یا کس جماعت میں تربیت کی کیا کیا خرابی ہے؟ تو اکٹھا سارے سال کا پروگرام دینا بے فائدہ ہوتا ہے۔ اگر آپ سارے سال کا پروگرام ساری جماعتوں کو اکٹھا بھیج دیں گے تو وہاں کے کام کرنے والوں کی اکثر صورتوں میں صلاحیت ہی نہیں ہوگی کہ وہ کام کو اجتماعی طور پر سمجھ سکیں اور خود اس کو ٹکڑوں ٹکڑوں میں بانٹ کر اتنا کام کریں جتنا اُن کی طاقت میں ہے۔ وہ گھبرا جاتے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ اتنے بڑے کام ہم نے کرنے ہیں اتنے آدمیوں کو نمازی بنانا ہے، اتنوں کی زبان درست کرنی ہے، اتنوں کے تعلقات ٹھیک کرنے ہیں، اتنے آزاد منش لوگوں کی آوارہ گردیاں ٹھیک کرنی ہے، اتنوں پر

یہ نظر رکھنی ہے، اتنوں پر وہ نظر رکھنی ہے، اتنے بڑے کام، ہم نے اور بھی تو کام کرنے ہیں۔ یہ ردعمل ہوتا ہے جو طبعی نفسیاتی ردِعمل ہے جو ہر انسان میں پیدا ہوتا ہے۔ ان کو پتا نہیں کہ کام کیسے کرنا ہے؟ اس لئے وہ سیکرٹری جس نے ایک ٹیم بنائی ہے، جس نے سلیقے کے ساتھ کام کا تجزیہ کیا ہے؟ اس کا کام یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے کام معین طور پر مختلف مجالس کے سپرد کرے۔ ہر مجلس کے سپرد ایسا کام کرے کہ جو مجلس والے جانتے ہوں کہ ہمیں دیکھ کر یہ بتا رہا ہے۔ ان کو محسوس ہو کہ ہم نظر آ رہے ہیں اس وقت۔ اُن کو پتا ہو کہ فلاں فلاں کمزوری ہمارے اندر پائی جاتی ہے اور ہمیں جو کہا جا رہا ہے کہ اتنے آدمیوں میں سے اتنوں میں یہ کمزوریاں ہیں اس کو دور کرو تو یہ ایک معین پیغام ہے۔

پھر یہ نہیں کہنا کہ بے نمازیوں کو نمازی بناؤ بلکہ اُس کا سلیقہ بھی سکھانا ہے۔ یہ بھی بتانا ہے کہ کس طرح یہ کام کرنا ہے اور پھر معین وقت دینا ہے کہ ایک مہینے میں تم محنت کر کے ہمیں اپنے نتیجے سے مطلع کرو۔ جیسے مثال دے رہا تھا کہ ایک مجلس میں سو میں سے ۷۰ نمازی ہیں اگر۔ تو اُن سے یہ درخواست کی جائے کہ ایک مہینہ محنت کرو اور ۷۰ کو ۷۵ بناؤ، ۸۰ بناؤ، ۹۰ بناؤ جتنی توفیق ہے لیکن معین طور پر پانچ یا چھ یا سات یا آٹھ یا دس، بیس آدمیوں کو پیش نظر رکھ لو۔ اور اُن کو مختلف انصار یا مختلف خدام یا مختلف ممبرات لجنہ کے سپرد کرو اور اس سپردگی کی ہمیں اطلاع کرو۔ ہمیں بتاؤ کہ کس بیمار کو کس صحت مند کے سپرد کیا گیا ہے؟، کیا ہدایتیں دی گئی ہیں، کس طرح کام کر رہے ہیں، کس طرح ان کے اندر نیکی کے بیج ڈال رہے ہیں؟ یا اُن کے اندر ولولہ پیدا کر رہے ہیں۔ جب یہ بات ہوگی تو فوراً یہ بھی خیال آئے گا۔ جب ہم میدان کارزار میں کسی سپاہی کو بھیجتے ہیں تو ہتھیار بھی تو دینے چاہئیں۔ پھر سیکرٹری کو یہ بھی خیال آئے گا تربیت کے متعلق خصوصاً نماز کی اہمیت سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایسے ایسے اعلیٰ اقتباسات ہیں۔ اُن میں سے ایک دو چن کر میں کیوں نہ بھیج دوں۔ ایسی احادیث نبویہ ہیں جن سے نماز کی غیر معمولی اہمیت انسان پر روشن ہوتی ہے اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے الفاظ سے زیادہ دلوں میں کوئی بات تبدیلی پیدا نہیں کر سکتی یعنی قرآن کے بعد وہ قرآن کی ہی باتیں ہوا کرتی ہیں تو ان معنوں میں کہہ رہا ہوں کہ قرآن کا پیغام جب محمد رسول اللہ ﷺ پہنچاتے ہیں تو اُس سے زیادہ اثر کسی اور چیز کا نہیں ہوتا۔ پھر وہ ایسی حدیثوں کو بھی تلاش کریں گے جن میں دلوں میں انقلاب برپا کرنے کی طاقتیں موجود ہیں۔ وہ سوچیں گے کہ یہ یہ

حدیثیں لکھ کے دیں لیکن اکٹھی کتابیں نہ بھیجیں، لمبی مضمون نگاریاں کام نہیں دیا کرتیں۔ وہ لوگ جو تربیت کے محتاج ہیں لمبی تقریریں پڑھنے کا وقت ہی نہیں ہوا کرتا۔ اس لئے وہ ایک دو چھوٹی چھوٹی باتیں بھجوائیں، چھپوا کر یا کمپیوٹر میں ڈال کر کاپیاں بنوالیں اور اپنے مقابل کے سیکرٹری تربیت کو یہ سمجھائیں کہ معین طور پر ایسی ٹیم تیار کرو جس کے سپرد ایک ایک آدمی ہو یا کسی میں زیادہ طاقت ہے تو دو دو آدمی ہوں۔ آئندہ مہینہ وہ جو محنت کریں اُن میں یہ یہ نصیحتیں کریں انہیں اس طرح سمجھانے کی کوشش کریں اور پھر معین نتیجے سے مطلع کریں۔ فلاں فلاں شخص نے اللہ کے فضل سے نماز شروع کر دی ہے، فلاں فلاں شخص بدگمانی کرتا تھا اُس نے وعدہ کیا ہے کوشش شروع کر دی ہے، فلاں شخص میں یہ کمزوریاں تھیں وہ ان سے باز آ گیا ہے۔ فلاں میں رجحان تھا کہ گندی مجالس میں جائے، شراب کی مجلسوں میں بیٹھے، ان سے بداثر کو قبول کرے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن مجالس سے اس نے اجتناب شروع کر دیا ہے۔ یہ رپورٹیں ہیں جو حقیقی ہیں جو کوئی معنی رکھتی ہیں۔

اور ہر مہینے کا کام سپرد کرتے وقت اس آیت کریمہ کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں کہ اللہ تعالیٰ انسان پر اُس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا اور یہی دعا ہمیں سکھاتا ہے کہ اے خدا! ہم سے ایسا ہی سلوک فرما۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا (البقرہ: ۲۸۷) کا اعلان ہے کہ ہرگز خدا کسی جان پر اُس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا۔ اور پھر دعا یہ سکھا دی رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ (البقرہ: ۲۸۷) اے خدا تو ایسے ہی کیا کرتا ہے مگر پھر بھی ہماری دوبارہ یہ التجا ہے کہ ہم پر ایسے بوجھ نہ ڈالنا جو ہم اٹھا نہ سکیں، جو ہماری کمر توڑ دیں۔ تو یہ بنیادی نکات ہیں تربیت کے ان دو آیات میں عظیم الشان قوموں کی اصلاح کے راز بیان فرما دیئے گئے ہیں اور بڑے کاموں کو آسان کرنے کے طریق سکھا دیئے گئے ہیں۔

پس اُتنا اُتنا کام ایک وقت میں کسی مجلس کے کسی عہدیدار کے سپرد کریں جتنا وہ سمیٹ سکتا ہو، سنبھال سکتا ہو، جس کا وہ بوجھ اٹھا سکتا ہو، جس بوجھ کو اٹھا کر وہ منزل تک پہنچا سکتا ہو اور پھر نگرانی رکھیں اس وقت تک اگلے کام نہ دیں جب تک یہ کام نہ ہو جائیں۔ کہتے چلے جائیں، کہتے چلے جائیں، کہتے چلے جائیں، نہ تھکیں پوچھتے رہیں اور معین پوچھیں کہ فلاں بات میں بتاؤ کیا نتیجہ نکلا، کوئی بہتری ہوئی کہ نہیں۔ جب دیکھیں کہ ایک طرف سے بالکل جواب نہیں آ رہا تو اُن مشکل لوگوں کو اُن

کے کھاتے سے نکال دیں، اُن کے لئے اور تدبیر سوچیں اور جو دوسرے ہیں جن کی طرف توجہ ابھی نہیں ہوئی اُن میں سے کچھ ان کے سپرد کریں۔ جب میں کہتا ہوں اصرار کے ساتھ کام کے پیچھے پڑے رہیں۔ چھوڑنا نہیں تو ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ جو مثبت جواب دے ہی نہیں رہا اُسی کے ساتھ سرٹکراتے رہیں اور اپنا وقت جو کسی اور جگہ بہتر مصرف میں کام آ سکتا تھا اُس کے اوپر ضائع کرتے چلے جائیں بلکہ مراد میری یہ ہے کہ معقول حد تک ایک آدمی کو سمجھائیں اور جب وہ آپ کی طاقت سے باہر دکھائی دے تو اسی اصول کے تابع کہ اللہ تعالیٰ کسی کی طاقت سے بڑھ کر اُس پر بوجھ نہیں ڈالتا۔ آپ اپنے بوجھ کو مقامی سیکرٹری مرکزی سیکرٹری کی طرف منتقل کریں اور کہیں کہ ہم اب ان سے ہاتھ کھینچ رہے ہیں ہمارے بس کے لوگ نہیں ہیں۔ آپ سے جو کچھ ہوسکتا ہے آپ کر لیں اور ہمیں موقع دیں اب ہم اپنی توجہ دوسری طرف پھیریں۔ اس طرح آپس میں افہام وتفہیم کے ذریعے ایک حصے کو پکڑا اُس کو ٹھیک کیا۔ دوسرے کی طرف منتقل ہوئے اُس کو سنبھالا، اس پر وقت صرف کیا۔ اس بات سے بالکل نہ گھبرائیں کہ نتائج جلدی ظاہر نہیں ہو رہے۔ نتائج خواہ تھوڑے ظاہر ہوں، معین اور ٹھوس نتائج ظاہر ہونے چاہئیں۔ وہ لوگ جو مجھے لکھتے ہیں کہ ہم نے نصیحت کی بڑا اثر ہوا۔ مجھے پتا لگ جاتا ہے کہ کتنا اثر ہوا ہے؟ اگر اثر ہوا ہوتا تو اعداد و شمار بتاتے۔ یہ بتاتے کہ اتنے آدمی یہ تھے اب یہ بن گئے ہیں۔ یہ کہہ دینا کہ بہت اچھی تقریر ہوگئی، بہت اثر ہوا۔ اس سے کیا فائدہ ہوا۔ ادھر اثر ہوا ادھر مٹ گیا اور جب مجلس سے الگ ہوئے تو بھول بھال گئے کہ کیا سن کے آئے تھے؟ اثر وہ ہوتا ہے جو قائم رہے جسے انسان محفوظ کر لے۔ اپنے دلوں میں، اپنے دماغ میں، اپنے اعمال میں، ہمیشہ کے لئے اُن کو سجا کے رکھے، اُن تبدیلیوں کی قدر کرے، خدا سے استقامت مانگے، اس کو اثر کہتے ہیں۔ پس یہ اثر تو تفصیلی توجہ سے ہوگا اور مستقل توجہ سے پیدا ہوگا۔

پس میں امید کرتا ہوں کہ اس طریق پر باقی سیکرٹریان بھی اپنے اپنے کام کریں لیکن اس کے ساتھ پیدا ہونے والی ضرورتوں کو بھی پیش نظر رکھیں۔ وہ ضرورتیں کئی قسم کی ہوسکتی ہیں۔ مثلاً تربیت کے معاملے میں یہ ضرورت پیش ہوسکتی ہے کہ آپ امارت کی طرف یا صدارت کی طرف وہ چند مشکل آدمی منتقل کر دیتے ہیں اُن کا کام یہ نہیں ہے کہ رپورٹ پڑھ کر پھر کہہ دیں کہ اچھا یہ لوگ ہاتھ سے گئے۔ اُن کا کام یہ ہے کہ جائزہ لیں ان لوگوں پر اور کون کون سے اثر رکھنے والے لوگ ہیں۔

جماعت جرمنی میں اور کون ہیں جن سے ان کا تعلق ہے۔ پیچھے سے یہ کس خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیا ایسے ہیں کہ ان کے ماں باپ کا کوئی اثر ہو جو پیچھے رہ گئے ہوں یا اور رشتہ داروں کا کوئی اثر ہو۔ کیا ان میں کوئی ایسا ہے جو براہ راست ان کو اگر خلیفہ وقت کی طرف سے یا اُس کے کسی نمائندے کی طرف سے چٹھی جائے تو طبیعت میں شرمندگی پیدا ہو اور زیادہ توجہ کرے۔ تو اس تمام جائزے کے بعد ایک نیا لائحہ عمل اُن کے لئے تیار ہوگا۔ اس لائحہ عمل کی روشنی میں بھاری امید ہے کہ کچھ اور لوگ جو پہلے اثر کو قبول نہیں کرتے تھے۔ نیک اثر کو قبول کریں گے، پاک تبدیلیاں دکھائیں گے، یہ اتنا وسیع کام ہے اور اتنی مسلسل محنت چاہتا ہے کہ کوئی سیکرٹری تصور کر لے کہ میرا کام ہے کیا؟ مجھ پر کیا ذمہ داری ہے؟ تو اگر وہ دعا پر ایمان نہ رکھتا ہو، اللہ کی مدد پر توکل نہ کرتا ہو تو وہ سمجھے گا کہ میں اس لائق ہی نہیں کہ میں اس کام کو سرانجام دے سکوں۔ وہ سمجھے گا کہ میرا دیانت دارانہ فرض یہ ہے کہ استعفیٰ دے دوں، یہ کام میرے بس سے باہر ہے۔

لیکن یاد رکھیں کہ کام آپ کے بس سے باہر نہیں ہے۔ وہی اصول جو میں نے بیان کیا ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وہ ہمیں یہ پیغام دے رہا ہے کہ **اے جماعت احمدیہ! تمام دنیا کے انسانوں کو تم نے محمد رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں لا ڈالنا ہے اور یہ کام تمہارے بس میں ہے اگر تمہارے بس میں نہ ہوتا تو میں تمہارے سپرد نہ کرتا۔ تم آخرین کی وہ جماعت ہو جن سے تمام دنیا کی امیدیں وابستہ کر دی گئی ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ تم میں کیا صلاحیتیں ہیں؟ اور اگر تم اُن صلاحیتوں کو بروئے کار لاؤ، دعاؤں سے کام لو، حکمت اور تدبیر سے کام لو تو یہ کام تمہارے بس میں ہے۔ اس یقین کے ساتھ تم نے آگے قدم بڑھانا ہے اور اس یقین کے نتیجے میں جو ذمہ داریاں ہم پر عائد ہوتی ہیں** جیسا کہ میں بیان کر رہا ہوں۔ حکمت کے ساتھ، آنکھیں کھول کر، ایک ایک قدم پھونک پھونک کر رکھتے ہوئے اُن ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی کوشش کرنا ہے اور جیسا کہ میں نے بار بار بیان کیا ہے۔ دعا کے بغیر حقیقت میں کسی قدم میں بھی برکت نہیں پڑ سکتی۔ پس لازماً ساتھ ساتھ ہر عہدیدار کو اپنے لئے بھی دعا کرنا ہوگی اور جن نائبین سے اُس نے کام لینا ہے اُن کے لئے بھی دعائیں کرنی ہوں گی۔

اب دیکھئے کہ ایک شعبہ ہے اصلاح وارشاد کا یا دعوت الی اللہ کا۔ اُس شعبے میں بہت کام کی

ضرورت ہے اور اب تک بھاری تعداد احباب جماعت جرمنی کی اور خواتین جرمنی کی ایسی ہے جن کو دعوت الی اللہ کا سلیقہ ہی معلوم نہیں ۔ان کو پتا ہی نہیں کہ دعوت الی اللہ کس طرح کرتے ہیں؟ اور اُس کے لئے کن کن چیزوں کی ضرورت ہے؟ دعوت الی اللہ کے لئے جو شخصیت میں جذب چاہئے، قوتِ جاذبہ چاہئے ، دعوت الی اللہ کے لئے شخصیت میں جو اللہ تعالیٰ کے قرب کی علامتیں ہونی چاہئیں۔ دعوت الی اللہ کے لئے بات بیان کرنے کا جو سلیقہ چاہئے ، دعوت الی اللہ کے لئے اس شخص کی زبان سے واقفیت جس کو آپ دعوت کر رہے ہیں، اُس کی جو ضرورت ہے۔ دعوت الی اللہ کے لئے جس صبر کی ضرورت ہے، جس حکمت کی ضرورت ہے، یہ ایک بہت وسیع کارخانہ ہے اور ہر انسان میں مختلف صلاحیتوں کو بیدار کرنا ہوگا اور اُن کے اوپر کاٹھی ڈالنی ہوگی اُن صلاحیتوں کو آنحضرت ﷺ کے پیغام کے لئے مسخر کرنا ہوگا۔ اتنا بڑا کام سیکرٹری دعوت الی اللہ کا ہے لیکن جب اُس سے پوچھا جاتا ہے تو پتا چلتا ہے کہ اُس کو یہ بھی نہیں پتا کہ اب تک جماعت احمدیہ اس ضمن میں کیا لٹریچر شائع کر چکی ہے اور کیا کیا چیزیں اُس کے کام کی موجود ہیں جن سے وہ فائدہ نہیں اٹھا رہا۔ کام کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ اس سے بھی اُس کو پوری واقفیت نہیں ہوتی اور یہ جائزہ ہی نہیں لیتا کہ ہر مجلس، ہر جماعت میں معین طور پر کون کون ہے جو دعوت الی اللہ کر رہا ہے اور کن کن کو پیغام پہنچا رہا ہے۔ اُس میں اپنی صلاحیتیں کیا ہیں؟ اُس کے پاس مناسب لٹریچر بھی ہے کہ نہیں؟ اور اگر نہیں ہے تو کس نے اُس کو مہیا کرنا ہے یہ سارے سوالات ایسے ہیں جن کا کوئی جواب لوگوں کو پتا نہیں ہوتا اور عہدے سنبھالے ہوئے ہیں اپنی شان کی خاطر نہیں ، خدمت کی خاطر۔ اُن کی نیتوں پر حملہ نہیں کرتا۔ اکثر وہ ہیں جو اخلاص کے ساتھ ذمہ داری سے یہ بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں لیکن یہ بوجھ اٹھانے کی صلاحیت اُن میں اس لئے موجود نہیں کہ اپنی صلاحیتوں کو بیدار نہیں کر سکے، صلاحیتیں تو ہیں لیکن صلاحیتوں کو پہچان نہیں سکے۔ ان صلاحیتوں کو خود اپنی ذات میں مسخر نہیں کر سکے۔ پس وہ ساری صلاحیتیں جو خوابیدہ صورت میں آپ کے اندر پائی جاتی ہیں اُن کو بیدار کرنا ہو تو دعا اور حکمت کے ساتھ، محنت کے ساتھ ایک ایک صلاحیت کو بیدار کرنا ہوگا اور وہ ٹیم مؤثر طور پر بنانی ہوگی جو دن بدن پھیلتی چلی جائے۔

اس وقت جو آثار مجھے دکھائی رہے ہیں، معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہت جلد جلد اب عظیم انقلابات جماعت کے حق میں رونما ہونے والے ہیں، بہت جلد جلد بہت بڑی بڑی

تبدیلیاں پیدا ہونے والی ہیں، قومیں فوج درفوج انشاء اللہ نظام جماعت احمدیہ میں اور اس نظام کے رستے سے اسلام میں داخل ہوں گی اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں سر رکھنے کے لئے والہانہ طور پر آگے بڑھیں گی کیونکہ ساری برکتیں محمد رسول اللہ ﷺ کے قدموں سے ہیں۔ یہ وہ قدم ہیں جس سر پر پڑیں اُس سر کے لئے سب سے بڑی سعادت ہو سکتے ہیں اور جب میں یہ کہتا ہوں تو اس میں ادنیٰ بھی مبالغہ نہیں ہے۔

پس میں ایسے حالات دیکھ رہا ہوں، ایسی تبدیلیاں دنیا میں دیکھ رہا ہوں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت تیزی کے ساتھ اب قومیں جماعت احمدیہ میں داخل ہونے والی ہیں اور جب میں دیکھتا ہوں تو اُس کے مقابل پر جو ہم نے تیاریاں کی ہیں اُن پر نظر پڑتی ہے تو میں لرز اٹھتا ہوں مجھے اپنی کمزوری کا احساس ہوتا ہے، اُس ذمہ داری کے تصور سے میں کانپ اٹھتا ہوں جو خدا تعالیٰ نے میرے عاجز کندھوں پر ڈالی ہے، میں اُس سے دعا کرتا ہوں کہ تو مجھے توفیق بخش مجھے ہرگز یہ طاقت نہیں لیکن توکل رکھتا ہوں، یقین کرتا ہوں اگر تو نے مجھ پر یہ ذمہ داری ڈالی ہے تو درست ڈالی ہوگی لیکن میں اپنے نفس پر خود غالب نہیں آسکا، میں خود کمزور ہوں، مجھے خود اپنی صلاحیتوں کو تیرے حضور مسخر کرنے کا طریقہ معلوم نہیں۔ تُو میری نصرت فرما اپنی جناب سے تو سلطانِ نصیر عطا فرما۔ پس ساری جماعت کو اس طرح بیدار کردے، اِس طرح ولولے اُن کے دلوں میں پیدا کردے کہ ارتعاش پیدا ہو جائے۔ یہ عظیم پانی جو سب دنیا میں جگہ جگہ جھیلوں کی صورت میں موجود ہے، بحر مواج کی صورت میں موجیں مارنے لگے اور عظیم انقلاب دنیا میں برپا کرنے کا موجب بنے۔ اس وقت انقلابات کے آثار بڑی تیزی سے ظاہر ہو رہے ہیں اور آپ دیکھیں گے کہ عنقریب انشاء اللہ لاکھوں کی تعداد میں ہر سال جماعت میں لوگ داخل ہوں گے، اُن کو سنبھالنا کیسے ہے؟ اُن کی تربیتی ضرورتوں کو کیسے پورا کرنا ہے؟ اُن کو باخدا کیسے بنانا ہے؟ یہ وہ کام ہیں جو سب سے زیادہ جماعت احمدیہ کے لئے چیلنج بنے ہوئے ہیں اور جب تک ہر فرد کی ہم تربیت نہ کریں اُس وقت تک اس ذمہ داری کو ادا نہیں کر سکتے۔ ہماری تعداد اتنی تھوڑی ہے کہ ایک ایک آدمی کے سپرد آنے والوں میں سے اگر سوسو بھی کئے جائیں تب بھی یہ نسبت شائد کم ہو اس سے زیادہ بھی ہو سکتی ہے۔ پس آنے والوں کی تربیت کے لئے اپنے نفوس کو تیار کریں، اپنے گھر صاف کریں، اپنے گھروں کو صفات الٰہی اور ذکر الٰہی

سے سجائیں اور ہر شخص اپنا جائزہ لے کہ مجھ پر جو ذمہ داریاں عائد ہونے والی ہیں جن آنے والوں کو میں نے سنبھالنا ہے، جن کی میں نے تربیت کرنی ہے۔ جن کو آگے نشوونما کے طریق سکھانے ہیں، جن کو بڑھنا، پھولنا اور پھلنا بتانا ہے کہ کیسے ہوا کرتا ہے؟ مجھے اگر یہ باتیں معلوم نہیں ہوں گی تو یہ میں کیسے کروں گا؟ اپنے گھر پر نظر رکھے، اُن نسلوں پر نظر رکھے، جو وہ آگے بھیجنے والا ہے تا کہ آئندہ نسلوں کی ضرورتیں بھی اسی گھر سے پوری ہوں یہ وہ کام ہیں جن کا تصور کر کے بھی انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور یہ وہ کام ہے جس میں مجالس نے للّٰہی سلطانِ نصیر بن کر میری مدد کرنی ہے اور ساری مجالس دراصل جماعت ہی ہے۔

اگر جماعت من حیث الجماعت اُن ذمہ داریوں کو پورا کرے جن کی طرف میں نے نشاندہی کی ہے۔ اس سلیقے سے کام کریں جس کا میں نے تذکرہ کیا ہے تو وہ کام جو آپ کو مشکل دکھائی دیتے ہیں۔ آسان ہونے شروع ہو جائیں گے، دن بدن آسان سے آسان تر ہوتے چلے جائیں گے میں نے بارہا تجربہ کیا ہے کہ ایک کام جو اچانک لگتا ہے کہ سر پر پہاڑ آپڑا ہے اور ایک نہیں دو تین مختلف سمتوں سے بعض پہاڑ لگتے ہیں، سر پر آپڑنے کے لئے تیار۔ جب دعا کرتا ہوں اور عاجزی سے خدا کے حضور اپنے آپ کو پیش کر دیتا ہوں تو وہ سارے پہاڑ روئی کے دھنکے ہوئے پہاڑ دکھائی دیتے ہیں جن کا کوئی وزن نہیں۔ خود بخود ہلکے ہو جاتے ہیں اللہ کے فرشتے ان کو اٹھاتے ہیں اور سارے کام سلیقے سے خود بخود ہونے لگتے ہیں۔ ساری دنیا میں جو نظام جماعت از خود پانی کی طرح بہہ رہا ہے خاموشی سے جاری وساری ہے۔ وہ نظام کی خوبیاں جو آپ جماعت جرمنی میں ملاحظہ کر رہے ہیں، جماعت یوکے میں ملاحظہ کر رہے ہیں، یونائیٹڈ سٹیٹس میں ملاحظہ کر رہے ہیں جو کینیڈا میں ملاحظہ کر رہے ہیں، جو پاکستان اور بنگلہ دیش اور برما اور دیگر ممالک میں اور جاپان وغیرہ میں ملاحظہ کر رہے ہیں۔ یہ محض اللہ کا احسان ہے، خدا کا فضل ہے، دعاؤں کے نتیجے میں کاموں کو آسان کر کے جاری فرما دیتا ہے اور جاری کام یوں لگتا ہے کہ از خود چل رہے ہیں حالانکہ خدا کے فرشتے اُن کے پیچھے لگے ہوتے ہیں، خدا کے فرشتے اُن کو جاری وساری رکھنے کے ذمہ دار بن جاتے ہیں۔

پس اس طرح اگر آپ دعائیں کر کے، سلیقے سے اپنے کام کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کے درخت وجود کو بے انتہا برکتوں والے پھل لگیں گے۔ ہر سال کثرت کے ساتھ آپ

میں اللہ کا تقویٰ رکھنے والے ایسے بزرگ اولیاء پیدا ہونے لگیں گے جن کی دعائیں جماعت کے لئے مزید مددگار بنیں گی، جن کے وجود خدا نما ہو جائیں گے۔ جن کو دیکھنا صداقت کو قبول کرنے کے مترادف ہوگا۔ اُن کی نیکی کی برکت سے آپ کو بہت سے پھل لگیں گے جن سے آج آپ محروم ہیں۔

پس سارا زور اس بات پر دیں کہ متقی اللہ سے تعلق رکھنے والے انسان پیدا کریں اور یہ پیدا کرنا بہت محنت چاہتا ہے، بہت صبر چاہتا ہے، سلیقہ چاہتا ہے، دعاؤں کا تقاضا کرتا ہے، محنت کے ساتھ ایک ایک کر کے کام کرنا شروع کریں اگر آپ مہینے میں ایک آدمی کو بہتر انسان بنا دیتے ہیں، اگر اُس کی کمزوریاں دور کرتے ہیں، اُس کے لئے خیرات اور نیکیوں کی دعائیں کرتے ہیں اور ہر کمزوری کے بجائے ایک خوبی اُس کے دل میں سجا دیتے ہیں۔ تو سمجھیں کہ آپ نے نجات پالی۔ آپ خدا کے حضور نجات یافتہ شمار کئے جائیں گے لیکن ایک نہیں، دو نہیں آپ نے تو لاکھوں کو تبدیل کرنا ہے، اُن لاکھوں نے پھر کروڑوں، اربوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں۔ یہ وہ بڑا کام ہے جو اس صدی کے آغاز میں ہم نے اس سلیقے سے کرنا ہے کہ آنے والی صدی ہمیں نمونے کے طور پر دیکھے اور ہمارے بتائے ہوئے رستوں پر ہماری چال کے ساتھ، ہماری اداؤں کے ساتھ چلے اور ہر چلنے والا عملاً آپ کو دعائیں دے رہا ہو۔ جنہوں نے پہلے آکر ان کو چلنے کے سلیقے سکھائے۔

یہی وہ مضمون ہے جو درود شریف میں دراصل کارفرما ہے۔ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے جب بھی ہم دل کی گہرائیوں سے درود پڑھتے ہیں تو اس درود کا تعلق کسی ایسی نیکی سے ہوتا ہے جو آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ کے نتیجے میں آپ کو عطا ہوتی ہے۔ اگر اس درود کا تعلق کسی نیکی سے نہ ہو تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ درود محض منہ کی باتیں ہیں کوئی حقیقت نہیں۔ سارا دن کوئی درود رٹتا رہے اگر جذبہ احسان کے ساتھ یہ درود زبان سے نہ اٹھے اگر اس کا تعلق آنحضرت ﷺ کے کسی ایسے احسان کے ساتھ نہ ہو جو حسن بن کر اُس کی ذات میں جاری ہو گیا ہو۔ تو یہ درود ایک فرضی بات ہے اور یہی وہ درود ہے جو آپ کے لئے آگے آنے والی نسلیں پڑھا کریں گی اگر آپ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے احسانات پر نظر رکھتے ہوئے اپنی ذات پر اُن کو جاری کرتے ہوئے، محسوس کرتے ہوئے یہ دیکھ کر کہ اُس ازلی و ابدی آقا محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہمیں بطور

احسان ہمیں نیکی ملی ہے اگر وہ نہ ہوتے تو ہم میں یہ بات نہ ہوتی۔ پھر درود پڑھیں گے تو وہ درود ایسا درود ہوگا جو آپ کی ذات میں آئندہ جاری ہو جائے گا۔ آپ کی نیکیاں اسی طرح اگلی آنے والی نسلیں دیکھیں گی اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے طفیل جو پاک تبدیلیاں کرنے کی صلاحیتیں آپ کو عطا ہوئی ہیں۔ تبدیلیاں جب جہاں بھی کہیں بھی دنیا میں واقع ہوں گی۔ وہ تبدیلیاں اُن تبدیلیوں کا فیض پانے والا خواہ زبان سے کہے یا نہ کہے۔ عملاً اُس کے اعمال آپ پر درود بھیج رہے ہوں گے۔

پس یہ وہ کام ہیں جو ہم نے کرنے ہیں بوجھل سہی، بھاری سہی مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر دعائیں کرتے ہوئے عجز وانکساری کے ساتھ، حوصلہ اور توکل رکھتے ہوئے بڑے سے بڑے کام پر بھی آپ ہاتھ ڈالیں گے تو آسان کر دیا جائے گا۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے غلاموں کو بتایا تھا تم میرے کاموں پر تعجب کرتے ہو مگر میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر رائی کے برابر بھی تم میں ایمان ہو تم پہاڑوں کو اپنی طرف بلاؤ گے تو دیکھو گے پہاڑ تمہاری طرف چلے آتے ہیں۔ مسیح کی قوم اُن پہاڑوں کو اپنی طرف بلانے میں ناکام رہی۔ **اے محمد مصطفی ﷺ کے غلامو! اے عاشق محمد مصطفی ﷺ کے غلامو! تم آپؐ کے بھیجے ہوئے آپؐ کی پیشگوئیوں کے مطابق آئے ہوئے مسیح کی غلامی کا دعویٰ کرتے ہو خدا کی قسم اگر تم توکّل رکھتے ہوئے اور ایمان کے جذبے کے ساتھ خدا تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہوئے پہاڑوں کو اپنی طرف بلاؤ گے تو ضرور پہاڑ تمہاری طرف آئیں گے۔ تم دنیا میں عظیم انقلاب برپا کر سکتے ہو۔ تم بڑی سی بڑی روکوں کو خاک کی طرح رستوں سے اڑا سکتے ہو لیکن اپنی صلاحیتوں کو پہچانو۔ جانو کہ تم کون ہو؟** کن سے وابستگی سے تم کو طاقت نصیب ہوگی۔ کس سلیقے اور حکمت کے ساتھ، مستقل مزاجی کے ساتھ کام کرنے ہوں گے ایسا کرو گے تو تمہارے کام آسان ہو جائیں گے، تمہارے کام بوجھل محسوس نہیں ہوں گے۔ ایسے کام جو دعا کے ساتھ، توکل کے ساتھ، اللہ اور رسول کی محبت میں کئے جاتے ہیں، وہ بوجھ نہیں بنا کرتے، بوجھ محسوس ہوتے ہیں اُن لوگوں کو جو باہر سے دیکھتے ہیں، جو وہ کام کرتے ہیں اُن کے لئے کام آسان ہوتے چلے جاتے ہیں۔ وہ سارا دن کام کرتے ہیں اور نہیں تھکتے، دیکھنے والے حیران ہوتے ہیں کہ کیوں نہیں تھکتے۔ اس لئے کہ وہ کام اپنی ذات میں لحہ بہ لحہ اُن کو جزا دے رہے ہوتے ہیں، اُن کو طاقت بخش رہے ہوتے ہیں۔

پس میں جب کاموں کی تفصیل بیان کرتا ہوں تو ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں تجربے سے آپ کو بتاتا ہوں کہ دعا اور حکمت اور سلیقے کے ساتھ آپ ہر جگہ اپنی اپنی ذمہ داری کو ادا کرنے کی کوشش کریں گے تو مشکل سے مشکل کام بھی آپ کے لئے آسان کر دیئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے اور آپ کی وساطت سے یہ پیغام تمام دنیا کی جماعتوں اور مجالس کو پہنچ رہا ہے جن جن کانوں تک یہ آواز جائے دوسروں سے سننے والوں سے سنیں اُن کو میں خدا اور محمد مصطفی ﷺ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ ان باتوں کو ضائع نہ کریں اپنے پلّے باندھیں۔ ان پر عمل شروع کریں اور دعا کرتے ہوئے آگے قدم بڑھائیں۔ بہت سے پھل ہیں جو آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ خدا کی رحمت نے اُن کو پکا دیا ہے۔ آپ نے جھولیاں آگے کرنی ہیں وہ پھل ٹوٹ ٹوٹ کر آپ کی جھولیوں میں گریں گے۔ جھولیاں تو آگے کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کو توفیق عطا فرمائے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

دعا ہے۔ ہاں میں بھول گیا تھا۔ یہ افتتاح کے مضمون کی وجہ سے مجھے یاد ہی نہیں رہا کہ خطبہ ہو رہا ہے آج، اور خطبہ ثانیہ بھی ہوگا۔ اس لئے کسی اور دعا کی ضرورت نہیں۔ خطبہ کے بعد نماز جمعہ ہو گی اُس میں انشاء اللہ تعالیٰ سب دعائیں ہو جائیں گی۔